© rasailojaraid.com

نصابِ دینیات کا مسئلہ

ملک میں شیعہ سنّی نصاب کی علیحدگی کا مسئلہ اٹھا تو ہم نے ان صفحات میں بار بار اس فیصلہ کے قومی و ملّی خطرناک عواقب پر اربابِ اختیار کو متنبہ کیا، سنجیدہ طبقوں نے اضطراب اور تشویش ظاہر کی اسمبلی میں آواز اٹھائی گئی مگر یہ سب کچھ صدا بصحرا ثابت ہوا۔ اور مشترکہ اور علیحدہ علیحدہ نصابوں کے ذریعہ قوم میں تفریق و انتشار کی نیو ڈالی گئی اور اب وہی کچھ سامنے آنے لگا جس کا خطرہ تھا، دینی نصاب کو متضادم خیالات اور نظریات کا ملغوبہ بنا دیا گیا اور ایک خاص گروہ کے معتقدات کو سوادِ اعظم کے سر منڈھنے کا آغاز ہو گیا۔ قومی ادارۂ نصاب و درسی کتب وزارتِ تعلیم و صوبائی رابطہ اسلام آباد کی مطبوعہ کتاب رہنمائے اساتذہ اسلامیات جماعت نہم و دہم سکولوں میں آگئی، سنّی مسلمانوں اور علماء کو بجا طور پر حیرت و تشویش ہوئی کہ جب انہوں نے کتاب کے حصہ سوم میں کلمہ اسلام تک کو نئے انداز میں پایا۔ شیعہ حضرات سے متعلق اس باب میں علیؓ ولی اللہ وصی رسول اللہ ﷺ اور خلیفۃ بلافصل کے ذریعہ امامت و خلافت کے جھگڑوں کو کلمہ اسلام کا جزو بنا دیا گیا، اور اسی پر اکتفاء نہیں بلکہ ایسے ہی کلمہ کو اسلام کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ اور ان عقیدوں کو ذریعۂ ایمان و اسلام ملاحظہ ہو (ص ۳۵) مسلک و مشرب کے امتیاز کے لئے اگر یہ لکھ دیا جاتا کہ معیارِ اسلام کلمہ طیبہ ہی ہے مگر شیعہ معتقدات میں امامت و خلافت بلافصل کا بھی اضافہ ہوتا ہے۔ تب بھی کچھ بات ہوتی مگر یہاں ان اختلافی معتقدات پر مبنی مسائل کو کلمۂ اسلام قرار دینا اور یہ کہ اس کے پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ نہ عقلاً اور نقلاً صحیح ہے نہ ملک کے سوادِ اعظم کو تحت السطور اور اشارات و تلمیحات میں کافر قرار دینا ملک و ملّت کی خیر خواہی ہے ——— ان حضرات کو خود بھی معلوم ہے کہ حضورؐ کے ہاں داخلۂ اسلام کی علامت صرف کلمۂ طیبہ رہا ہے۔ اور عہدِ صحابہؓ خیر القرون میں کلمہ طیبہ ہی کلمۂ اسلام سمجھا جاتا رہا۔ خود شیعہ روایات بھی اس باب میں بیشمار ہیں۔ اس لئے ایک ایسی بات کو جو امت مسلمہ کی عظیم اکثریت کے ہاں نزاعی اور ناقابل تسلیم ہے ایک ایسے نصاب میں شامل کر دینا جو اکثریتی طبقہ کے سامنے بھی بجبر و اکراہ رکھا جا رہا ہے، نہایت ناعاقبت اندیشی ہے، ملک میں جگہ جگہ اس مسئلہ پر بے چینی کی لہریں اٹھ رہی ہیں۔ لاہور میں ایک عدالت کے سامنے بھی یہ مسئلہ رکھ دیا گیا ہے۔ چکوال میں نوبت تشدد گی کی حد ہو گئی ہے کہ مسجد کا تقدس مجروح کر کے پولیس نے داخل ہو کر نمازیوں پر ظلم کیا۔ ممتاز عالم قاضی مظہر حسین صاحب اور دیگر لوگ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ قومی اسمبلی میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب چکوال کے واقعہ کے ضمن میں اس مسئلہ کے محرکات پر تحریکِ التواء پیش کر چکے ہیں۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ نصابِ دینیات کی شکل میں جو آگ سلگ اٹھی ہے خدارا ملک و ملّت کی سالمیّت کی خاطر اس کے خطرناک عواقب کو سوچے اور اس کے بھڑک جانے سے پہلے اسے بجھا دینے کے اقدامات کرے ——— !

اصحابُ علم و فضل کی جُدائی

پچھلے دنوں برصغیر کے علمی و دینی حلقوں کو متعدد علمی صدموں سے دوچار ہونا پڑا اور دنیائے علم و دین کے سرمایہ میں نہ پوری ہونے والی کمی آگئی ... فلسفی اور صوفی عالم مولانا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عبدالباری صاحب ۲۷ محرم ۱۳۹۶ھ کی صبح کو لکھنؤ میں ۸۵ برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ ندوۃ العلماء کے صحن میں مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور عصرِ حاضر کے جدید علوم کے نہ صرف بصیر بلکہ نقاد شخصیت کو سپردِ خاک کیا گیا۔ مرحوم ندوۃ کے اوّلین ثمرات علم و فضل میں سے تھے۔ علامہ شبلیؒ کے تلمیذ رشید علامہ سلیمان ندویؒ کے ہمدرس و ہم مشرب اور علامہ مناظر احسن گیلانیؒ کے رفیقِ خاص قدیم و جدید کے جامع جامعہ عثمانیہ دکن کے شعبۂ فلسفہ کی صدارت پر فائز ہوئے اور فلسفہ و سائنس کے دقیق اور غامض مباحث پر نہ صرف دسترس بلکہ تنقیدی نگاہ طبیعیات کے علوم جدیدہ سائنس اور فلسفہ کے بارہ میں اسلام اور مذہب کے نقطۂ نگاہ کو واضح طور پر پیش کیا اور ثابت کیا کہ صحیح مشاہدہ اور سائنس پر مبنی کوئی نظریۂ اسلام کے لئے چیلنج نہیں بن سکتا، ہمارے ہاں مذہب اور سائنس کی حدود اور دوائر کار کی واضح نشاندہی کرنے والے علماء میں آپ کا کام سرفہرست رہے گا۔ پھر عقل و فلسفہ کیساتھ تصوّف اور سلوک کا نباہنا کارے دارد۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے علوم و معارف کو نہ صرف جذب کیا بلکہ آپ کے تجدیدی کارناموں پر طویل و ضخیم کتابیں لکھیں اور اس طرح عمل کے ساتھ علم و قلم کے میدان میں بھی جام و سندان کو نباہا فرحمہم اللہ وارضاھم ـــــ مولانا مرحوم کے انداز میں علوم جدیدہ کی روشنی میں مذہب اور دین کی خدمت کرنے والے ایک دوسرے بزرگ ڈاکٹر میر ولی الدین پی۔ ایچ۔ ڈی لندن صدر شعبہ فلسفہ و سائنس جامعہ عثمانیہ دکن بھارت کا بھی شروع دسمبر میں وصال ہوا۔ علمی حلقے آپکے موثر اور معقول فلسفیانہ اور حکیمانہ اندازِ تحریر سے متعارف ہیں۔ آپ جدید اعلیٰ علوم میں حظِ وافر رکھنے کے باوجود باطنی کیفیات اور ایمانی زندگی سے بھی بہرہ ور تھے۔ کئی وقیع علمی تصانیف اپنے ترکہ میں چھوڑیں اپنے علم اور فن کو دین کی تائید اور مومنانہ جذبات ایمان و یقین کے اظہار کا ذریعہ بنایا ان کی جدائی بھی قدیم و جدید طبقوں کیلئے ایک خلاء ہے۔ فرضی اللہ عنہ ـــــ بھارت کے اور ممتاز عالم مولانا محمد اسماعیل سنبھلی بھی ۲۳ نومبر ۱۹۷۵ء کو رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ آپ دیوبند کے قدیم فاضل مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مجاز مدرسہ شاہی مراد آباد اور دیگر مدارس کے شیخ الحدیث اور مدرس اور سیاسی میدان میں صوبائی اسمبلیوں کے رکن رہے۔ علمی اور ملی میدان میں مسلمانوں کی خدمت میں زندگی بسر فرمائی۔ تغمدہ اللہ بغفرانہ۔

اسی طرح خانوادۂ سید احمد شہیدؒ کی ایک صاحب علم و فضل خاتون امۃ اللہ تسنیم کے انتقال کی خبر بھی بھارت کے پریس سے معلوم ہوئی، آپ مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی قابلِ احترام ہمشیرہ خواتین کے رسالہ رضوان کی مدیرہ اور کئی عربی و اردو تصانیف کی مصنفہ تھیں۔ عربی زبان اور شعر و ادب میں بھی مہارت رکھتی تھیں اور ایسے گھر سے تعلق رکھتی تھیں جو ع۔ جو ایں خانہ ہمہ آفتاب ست۔ کا مصداق ہے۔ ـــــ اللہ تعالیٰ جانے والے ان سب خادمانِ علم و دین کو بہترین مقاماتِ قرب و رضا سے سرفراز فرما دے۔ پسماندگان کو صبر و اجر اور امت کو ان کا بہترین بدل عطا فرما دے۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق

© rasailojaraid.com